

ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 6 اکتوبر 1964

ایڈمنسٹریٹر جنرل آف ویسٹ بنگال

بنام

کمشنر آف انکم ٹیکس، کلکتہ

(کے سباراؤ، بے سی شاہ اور ایس ایم سیکری جسٹسز)

انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کے دفعہ 41-ایڈمنسٹریٹر جنرل کی جانب سے مقرر کردہ ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے وصیت کے تحت جائیداد کی ادائیگی نہ کرنے کی وصیت-- جائیداد کی باقیات گواہ کے بیٹوں کو دی جائیں گی۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل کیا انتظامیہ کی مدت کے دوران وصیت کنندہ کے بیٹوں کی جانب سے جائیداد کی آمدنی حاصل کرتا ہے یا نہیں۔ کیا دفعہ 41 کے تحت اس کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

1938 میں وصی کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی وفات کے بعد پندرہ سال کی مدت کے دوران ان کی جائیداد سے کچھ وراثت کی ادائیگی کی جانی تھی، اس مدت کے دوران اس جائیداد کا انتظام عملے اور ٹرسٹیز کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ اور اس کے بعد باقیات اس کے پانچ بیٹوں کے پاس جانے والی تھیں۔ دونوں بیٹوں کو 24 اگست 1938 کو پروویٹ دیا گیا تھا لیکن 10 مئی 1948 کے ایک حکم کے ذریعے ہائی کورٹ نے مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو جائیداد کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا تھا۔ 1950-51 اور 1951-52 سے متعلق انکم ٹیکس کی کارروائی میں ایڈمنسٹریٹر جنرل اپیل کنندہ نے دعویٰ کیا کہ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 41 کے تحت تخمینہ لگایا جانا چاہئے

کیونکہ جائیداد کی آمدنی گواہ کے پانچ بیٹوں کی طرف سے اس کے ذریعہ وصول کی گئی تھی ، مذکورہ آمدنی میں ان کا حصہ یقینی اور متعین تھا۔ ان کے دعوے کو تشخیصی اور اپیلیٹ حکام نے مسترد کر دیا تھا۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ جب عدالت کی طرف سے ایڈمنسٹریٹر جنرل کا تقرر کیا جاتا ہے تو وہ واضح طور پر دفعہ 41 کے تحت ان افراد میں سے ایک کے طور پر شامل ہوتا ہے جن پر اس دفعہ کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن جب تک انتظامیہ قائم رہتی ہے بیٹوں کے حصص کا تعین نہیں کیا جاتا ہے، دفعہ 41(1) کی شق کو راغب کیا جاتا ہے، اور ٹیکس زیادہ سے زیادہ شرح پر وصول کیا جاسکتا ہے۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل کی جانب سے سپریم کورٹ میں ایکٹ کی دفعہ 66A(2) کے تحت سرٹیفکیٹ کے ساتھ اپیل دائر کی گئی تھی۔

درخواست گزار نے درخواست کی کہ ہائی کورٹ نے غلط فیصلہ دیا ہے کہ پانچوں بیٹوں کے حصص کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔ ریونیو کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ دفعہ 41 کا اطلاق بالکل نہیں ہوتا کیونکہ اپیل کنندہ نے پانچ بیٹوں کی طرف سے نہیں بلکہ ایک ووصی کے طور پر آمدنی حاصل کی تھی۔

حکم ہوا کہ: یہ حقیقت کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کا ذکر دفعہ 41 میں کیا گیا تھا، اس سے معاملہ ختم نہیں ہوا۔ اس دفعہ کے اطلاق سے پہلے ایک اور شرط پوری کی جانی تھی، یعنی یہ کہ آمدنی اسے کسی شخص یا فرد کی طرف سے وصول کرنی ہوگی۔ اس معاملے میں ایڈمنسٹریٹر جنرل کو پانچ بیٹوں کی طرف سے آمدنی حاصل نہیں ہوئی۔ پانچوں بیٹے جس چیز کے حقدار تھے وہ جائیداد کی باقیات تھیں، اور جائیداد کی آمدنی میں سے جو بھی بچت ہو سکتی تھی وہ آخر کار ان کی آمدنی کے طور پر نہیں بلکہ باقیات کے ایک حصے کے طور پر وصول کی جائے گی۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے عہدے پر فائز ہونے کا عہدہ کسی بھی طرح سے اس

جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی سے مختلف نہیں تھا۔ [656A-B, 659B]

[C

وی ایم راگھولوناٹیڈو بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس اینڈ اضافی منافع ٹیکس، مدراس،
787I.T.R18، آر بمقابلہ انکم ٹیکس اسپیشل کمشنرز، 646T.C7، لارڈ سوڈیلے
بمقابلہ اٹارنی جنرل، [1897] 11A.C، لندن ہاسپٹل کی ماریا سیلسٹ سامریٹن
سوسائٹی بمقابلہ کمشنر آف ان لینڈ ریونیو، 226T.C.11 اور کاربیٹ بمقابلہ کمشنر
آف ان لینڈ ریونیو، 449T.C21۔ پر بھروسہ کیا۔

اسیت کمار گھوش بمقابلہ زرعی انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال، 177I.T.R22 اور
بیریندر کمار دتہ بمقابلہ سی آئی ٹی کلکتہ، (1961) 661I.T.R42 کا حوالہ دیا گیا
ہے۔

کنلف اوون ماؤنٹین بمقابلہ ان لینڈ ریونیو کمشنر (1953) میں باب صفحہ 545،
ممتاز شدہ

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیلیٹ نمبری 168-169۔
کلکتہ ہائی کورٹ کے 5 دسمبر 1961 کے انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 116 میں 5 دسمبر
1961 کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیلیٹ۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھ شاستری، کے راجندر چودھری، ایم راج
گوپال اور کے آر چودھری (C.A نمبر 168 سال 1964 میں)۔

کے راجندر چودھری اور کے آر چودھری، اپیل کنندہ کی طرف سے (C.A نمبری
169 سال 1964 میں)۔

مدعا علیہ کی طرف سے اٹارنی جنرل سی کے دپتری، آرگنٹینی ایر، آرائیج ڈھیسر اور آراین سچتھی (C.A نمبری 168-169 سال 1964 میں)۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سیکری نے سنایا۔

جسٹس سیکری کلکتہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 66A(2) کے تحت سرٹیفکیٹ کے ذریعے دو اپیلیں ہیں، جس میں اپیل گزار کے خلاف انکم ٹیکس ایپیل ٹریبونل کے ذریعے بھیجے گئے دو سوالوں کے جواب دیے گئے ہیں۔ دو سوالات یہ ہیں:

کیا حقائق اور معاملے کے حالات کی بنیاد پر مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹو جنرل کے بارے میں ایک فرد کے طور پر جائزہ لیا گیا تھا نہ کہ مرحوم راجاپی این ٹیگور کی وصیت کے تحت مختلف مستفیدین کے حصص کی نمائندگی کرنے کے طور پر؟

اگر سوال نمبر 1 کا جواب ہاں میں ہو تو کیا حقائق کی بنیاد پر اور کیس کے دائرہ کار میں مذکورہ ایڈمنسٹریٹو جنرل کا زیادہ سے زیادہ شرح پر جائزہ لینا قانونی تھا؟

جن حقائق اور حالات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایپیل ٹریبونل کی طرف سے کیس کے بیان میں بیان کیے گئے ہیں اور درج ذیل ہیں۔ راجاپر فولانا تھ ٹیگور کا انتقال 2 جولائی 1938 کو ہوا اور 14 مارچ 1927 کو ایک تفصیلی وصیت چھوڑی گئی جس کے تحت کچھ وراثت مخصوص افراد اور اداروں پر چھوڑ دی گئی اور باقیات پانچ بیٹوں کو دی گئیں۔ وصیت کی شق 81 کے تحت باقیات کو اس طرح ٹھکانے لگایا گیا:

“انہوں نے کہا کہ میں نے اس وصیت میں جو وراثت فراہم کی ہے اس کے علاوہ اور علم زار ٹیگور ولا میں اپنے باغ کے گھر کو فرنیچر کے سامان کے ساتھ بچا کر میں اپنی باقی ماندہ اور غیر منقولہ جائیدادیں اپنے بیٹوں کو دیتا ہوں جو باقی رہ جائیں گی اور ان قابل منتقل اور غیر

منقولہ جائیدادوں کو بھی جو مستقبل میں میرا حق حاصل ہو۔ ان متعدد ٹرسٹوں (ڈیبیوٹرز وغیرہ) کے انتظام اور ادائیگی اور وراثت کے تابع جو میں نے تخلیق کی ہیں یا میں نے اس وصیت میں ان کی تخلیق کی ہدایت کی ہے، میرے بیٹے مذکورہ تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں کو برقرار رکھیں گے اور ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔"

مذکورہ وصیت کی شق 10 میں وراثت کی ادائیگی کا اہتمام اس طرح کیا گیا ہے:

“انہوں نے کہا کہ میری موجودہ وصیت میں جو وراثت متعین کی گئی ہے وہ میری موت کے 15 سال کے اندر مکمل طور پر ادا کی جائے گی اور ان 15 سالوں میں میری جائیداد کا انتظام میرے ایگزیکیوٹرز اور ٹرسٹیز کی نگرانی میں کیا جائے گا۔ جہاں تک میں نے اپنی وصیت میں مختلف وراثتوں کا ذکر کیا ہے، تو میرے ایگزیکیوٹرز اور ٹرسٹیز سال بہ سال میری جائیداد کی آمدنی سے حاصل ہونے والی چھوٹی سی بچت میں سے مذکورہ تمام وراثت ادا کریں گے۔ وراثت کی ادائیگی کے لئے میرے ایگزیکیوٹرز اور ٹرسٹیز میری جائیداد کے کسی بھی حصے یا کسی غیر منقولہ جائیداد کو فروخت کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔ جہاں تک میں نے مختلف فریقوں کو ادا کرنے کا انتظام کیا ہے، اس میں میری موجودہ وصیت، میرے منتظمین اور ٹرسٹیزان وراثت پر کوئی سود ادا نہیں کریں گے اور نہ ہی وراثت کسی سود کا دعویٰ کرنے کے مجاز ہوں گے۔”

وصیت کی دوسری شقوں کو بیان کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن ہم یہ ذکر کر سکتے ہیں کہ بہت ساری وراثت تھیں جن کی باقیات کا پتہ لگانے سے پہلے ادائیگی کرنا پڑتی تھی۔

مذکورہ پانچ بیٹوں کو 24 اگست 1938 کو وصیت نامے کی منظوری دی گئی تھی، لیکن 10 مئی 1948 کے ایک حکم کے ذریعہ ہائی کورٹ نے مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر

جنرل کوناظم مقرر کیا اور حکم دیا کہ انتظامیہ کے خطوط (راجا پروفلا ناتھ ٹیگور) کی جائیداد اور قرضے سے محروم ہیں۔ نقل وصیت مشمولہ اجرا ہووے۔

اس کے بعد مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل نے 51-1950 اور 52-1951 کے تخمینے کے سالوں، 50-1949 (1356B.S) اور 51-1950 (1357B.S) کے بارے میں گوشوارے جمع کرائے، جس میں پہلے سال کے لئے 33,611 روپے اور دوسرے سال کے لئے 39,630 روپے کی آمدنی ظاہر کی گئی۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ آمدنی خاص طور پر متوفی کے مذکورہ پانچ بیٹوں کی جانب سے وصول کی گئی تھی اور مذکورہ آمدنی میں ان کا حصہ متعدد اور متعین تھا۔ انکم ٹیکس افسر نے تخمینہ سال 51-1950 کے دعوے کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ "مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل صرف راجا پی این ٹیگور کی جائیداد پر عمل درآمد کرنے والے ہیں اور اس پر عمل درآمد بھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ ان حالات میں فائدہ اٹھانے والوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایڈمنسٹریٹر جنرل خود اسٹیٹ کے ایگزیکٹو کے طور پر پی این ٹیگور کا جائزہ لیتے ہیں۔ انہوں نے 52-1951 کے تشخیصی سال کے سلسلے میں بھی اسی طرح کا حکم جاری کیا تھا۔ اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے انکم ٹیکس افسر کے احکامات کو برقرار رکھا۔ وی ایم راگھو لونا نیڈو بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس اینڈ اضافی منافع ٹیکس، مدراس (1) اور اسیت کمار گھوش بمقابلہ زرعی انکم ٹیکس، مغربی بنگال (2) کے فیصلوں میں طے شدہ اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فائدہ اٹھانے والوں کی علیحدہ انفرادی

آمدنی پر ٹیکس صرف اسی وقت لگایا جاسکتا ہے جب جائیداد کا انتظام مکمل ہو چکا ہو۔ اور جائیداد کی باقیات کا پتہ لگایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا، 'ان کے سامنے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ تخمینہ سال (1950-51) کے آخر تک اسٹیٹ کا انتظام مکمل نہیں ہوا تھا۔ اسپلٹ ٹریبونل نے بھی اس دلیل کو مسترد کر دیا۔ اس نے کہا کہ:

اس دفعہ (دفعہ 41) کے اطلاق کی شرط یہ ہے کہ مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو فائدہ اٹھانے والوں کی طرف سے آمدنی حاصل ہوگی۔ ہم نے کہا ہے کہ انڈین سکسیشن ایکٹ کی دفعہ 211 کے مطابق مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل اسے متوفی شخص کے قانونی نمائندے کے طور پر وصول کرتے ہیں نہ کہ فائدہ اٹھانے والوں کی طرف سے۔ مؤخر الذکر وہ صرف اس صورت میں کر سکتا ہے جب جائیداد کا انتظام مکمل ہو یا اس کے لئے مخصوص ہدایات ہوں۔ شرط اس سے بھی آگے جاتی ہے اور یہ نافذ کرتی ہے کہ جب ایسی آمدنی کسی ایک شخص کی طرف سے خاص طور پر قابل وصول نہیں ہوتی ہے یا جہاں اس شخص کا انفرادی حصہ جس کی طرف سے قابل وصول تھا غیر معینہ یا نامعلوم ہے، ٹیکس عائد کیا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ شرح سے وصول کیا جائے گا۔ اس معاملے میں کوئی شک نہیں ہے کہ مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو خاص طور پر کسی فائدہ اٹھانے والے کی طرف سے آمدنی نہیں مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ فوائد اور ادائیگیاں بھی ہیں جن میں فائدہ اٹھانے والوں کی حصص کی آمدنی غیر معینہ یا نامعلوم ہے۔ لہذا سچ کہے تو ٹیکس زیادہ سے زیادہ شرح سے لگایا جانا چاہیے۔ لیکن ٹیکس دہندہ یہ دعویٰ کرنے کا حق دار نہیں ہے کہ فائدہ اٹھانے والوں کی آمدنی کا الگ الگ اندازہ لگایا جانا چاہیے اور مغربی بنگال کے ایڈمنسٹریٹر جنرل کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہیے۔"

پھر ایپلٹ ٹریبونل نے اپیل گزار کی درخواست پر مذکورہ بالا دو سوالات کا حوالہ دیا۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ "ایڈمنسٹریٹر جنرل جب عدالت کے ذریعہ مقرر کیا جاتا ہے تو وہ واضح طور پر دفعہ (دفعہ 41) کے تحت آتا ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اس کے پاس ایک ایگزیکٹو کے اختیارات ہیں اس لئے اس کے ساتھ مختلف سلوک کیا جانا چاہئے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ 'جائیدادوں سے ہونے والی آمدنی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک انتظامیہ مکمل طور پر ان کی نہ بن جائے۔ لہذا بیٹوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جائیداد کے منافع یا نفع یا اس کے کسی حصے میں ان کا حساب کتاب کے سالوں میں کوئی متعین حصہ تھا۔ لہذا دفعہ 41(1) کی شق اس کیس کے حقائق پر مبنی ہے، جس سے ٹیکس زیادہ سے زیادہ شرح پر وصول کیا جاسکتا ہے۔"

1964 کی دیوانی اپیل 168 میں اپیل کنندہ کے وکیل و شو ناتھ شاستری نے درخواست کی ہے کہ ہائی کورٹ کا یہ کہنا غلط تھا کہ پانچوں بیٹوں کے حصص غیر متعین ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے حصص کا پانچواں حصہ ہے اور یہ دیکھنا ہوگا کہ شیئرز طے شدہ ہیں یا نہیں کہ اصل رقم جو ہر بیٹے کو ملے گی وہ متغیر ہے یا نہیں۔ آمدنی متغیر ہو سکتی ہے لیکن بیٹوں کے حصص طے شدہ ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے بیریندر کمار دتہ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر کلکتہ کے فیصلے پر بھروسہ کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ دفعہ 41 لازمی ہے اور اگر دفعہ 41 کی شرط لاگو نہیں ہوتی ہے تو انکم ٹیکس افسر دفعہ 41 کے تحت درخواست گزار کا جائزہ لینے کا پابند ہے۔

فاضل اٹارنی جنرل نے ریونیو کی جانب سے کہا کہ دفعہ 41 کا اطلاق بالکل نہیں ہوتا کیونکہ مقدمہ کے حقائق اور حالات کے مطابق درخواست گزار نے پانچ بیٹوں کی جانب سے آمدنی وصول نہیں کی بلکہ اسے ایک ایگزیکٹو کی طرح وصول کیا۔ انہوں نے کہا کہ دفعہ

41 میں ایگزیکٹو ٹرکاڈ کر نہیں کیا گیا تھا اور ایکٹ کی ذیلی دفعہ 3 اور 4 کے تحت اس کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ متبادل کے طور پر، انہوں نے دلیل دی کہ بیٹوں کا حصہ غیر یقینی تھا۔ چونکہ ہم فاضل اٹارنی جنرل کی پہلی درخواست کو قبول کرنے پر آمادہ ہیں، ہمیں اس سوال پر کوئی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا دفعہ 41 کی شق کے اندر پانچ بیٹوں کے حصص غیر معینہ تھے یا نہیں۔ دفعہ نمبر 41 اس طرح ہے:

41. محکمہ تحفظ نابالغاں (1) اس ایکٹ کے تحت وصول کی جانے والی آمدنی، منافع یا نفع کی صورت میں، جسے عدالت کے تحت محکمہ تحفظ نابالغاں، ایڈمنسٹریٹر جنرل، آفیشل ٹرسٹیز یا کوئی وصول کنندہ یا مینیجر (بشمول کوئی شخص جو کسی دوسرے کی طرف سے جائیداد کا انتظام کرتا ہے) عدالت کے کسی حکم کے تحت یا اس کے کسی حکم کے تحت مقرر کرتا ہے، یا کسی ٹرسٹی یا ٹرسٹی کے تحت مقرر کردہ کوئی ٹرسٹی یا ٹرسٹی جو تحریری طور پر کسی دستاویز کے ذریعے اعلان کیا گیا ہو چاہے وہ وصیت نامہ ہو یا کوئی اور دستاویز (بشمول کسی وقف ڈیڈ کے تحت ٹرسٹی یا ٹرسٹیز جو مسلمان وقف توثیق ایکٹ، 1913 (6 سال 1913) کے تحت درست ہیں، کسی بھی شخص کی طرف سے وصول کرنے کے حقدار ہیں، یہ ٹیکس اس طرح کی عدالت سے وصول کیا جائے گا اور وصول کیا جائے گا، ایڈمنسٹریٹر جنرل، آفیشل۔ ٹرسٹی، وصول کنندہ یا مینیجر یا ٹرسٹی، یا ٹرسٹیز، اسی طرح اور اسی رقم میں جس طرح یہ اس شخص پر عائد اور وصول کیا جائے گا جس کی طرف سے اس طرح کے منافع یا فوائد قابل وصول ہیں، اور اس ایکٹ کے تمام حامی اسی کے مطابق لاگو ہوں گے۔ بشرطیکہ اگر ایسی کوئی آمدنی، منافع یا نفع یا اس کا کوئی حصہ کسی ایک شخص کی طرف سے خاص طور پر قابل وصول نہ ہو، یا جہاں ان افراد کے انفرادی حصص جن کی طرف سے وہ قابل وصول ہیں، غیر معینہ یا نامعلوم ہوں، ٹیکس زیادہ سے زیادہ شرح پر

منظوری کے ذریعہ یا تخصیص کے ذریعہ معلوم نہ کیا جائے (انکم ٹیکس کے قانون، سر ٹیکس اور منافع ٹیکس، دفعہ 1104-1 ویٹ کرافٹ)۔

آر بمقابلہ انکم ٹیکس اسپیشل کمشنرز (یکطرفہ، ڈاکٹر برنارڈ و ہومز) کا فیصلہ فاضل اٹارنی جنرل کی دلیل کی تائید کرتا ہے۔ حقائق سر عبارت سے لیے جاسکتے ہیں۔ "مسٹر ڈینزیل تھا مسن 15 نومبر، 1914 کو انتقال کر گئے، ان کی جائیداد کی باقیات ڈاکٹر برنارڈ و ہومز نیشنل انکارپوریٹڈ ایسوسی ایشن کے پاس چھوڑ گئیں۔ وصی کے قریبی رشتہ داروں نے وصیت کی مخالفت کی اور کارروائی سے سمجھوتہ کرتے ہوئے ایسوسی ایشن نے باقی جائیداد کا ایک تہائی حصہ قریبی رشتہ داروں کے حوالے کر دیا۔ کارروائیوں نے باقی جائیداد کی تقسیم میں تاخیر کی، اور اس کی تشکیل یا نمائندگی کرنے والی سرمایہ کاری مئی 1916 تک ایگزیکٹوز کے کنٹرول میں رہی، جس تاریخ اور دسمبر 1916 کے درمیان، سرمایہ کاری کا دو تہائی ایسوسی ایشن کو اور ایک تہائی وصی کے قریبی رشتہ داروں کو منتقل کر دیا گیا۔ سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی آمدنی انکم ٹیکس کی کٹوتی کے تحت وصول کی گئی تھی اور وصی کی موت کی تاریخ اور ایگزیکٹوز کی طرف سے منتقلی کی تاریخوں کے درمیان کی مدت کے دوران ایسی آمدنی سے کٹوتی کی گئی ٹیکس کی کل رقم 498 پاؤنڈ 11d 0s تھی۔ ایسوسی ایشن نے انکم ٹیکس ایکٹ 1842 کی دفعہ 105 کے تحت انکم ٹیکس کے اسپیشل کمشنرز کو اس رقم کا دو تہائی یعنی 332 پاؤنڈ 7d 0s کی ادائیگی کے لیے درخواست دی تھی، جو ایسوسی ایشن کو ادا کی جانے والی آمدنی پر انکم ٹیکس ہے اور اس کا اطلاق صرف خیراتی مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔ درخواست کے کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے ایسوسی ایشن کے سکرٹری نے انکم ٹیکس کے اسپیشل کمشنرز سے ایک قاعدہ حاصل

کیا جس میں کہا گیا تھا کہ کیوں نہ ان کو انکم ٹیکس سے استثنیٰ دینے اور 332 پاؤنڈ 0s
7d کی رقم واپس کرنے کا حکم دیا جائے۔

ہاؤس آف لارڈز نے لارڈ سوڈلے بمقابلہ اٹارنی جنرل کے فیصلے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ
باقیات کی تصدیق سے پہلے ایسوسی ایشن کو وصی کی جائیداد میں کوئی دلچسپی نہیں تھی،
اس طرح کی تصدیق سے پہلے جائیداد کی ٹیکس شدہ آمدنی ایگزیکٹیوٹرز کی آمدنی تھی، اور
یہ کہ وہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ٹرسٹی کے طور پر وصول نہیں کرتے تھے۔”

کورٹ آف اپیل میں ماسٹر آف رولز نے مشاہدہ کیا کہ 'اس دوران انہیں جو آمدنی مل
رہی تھی وہ وہ آمدنی تھی جو وہ ریسیوری لیگیٹی کی طرف سے بالکل بھی حاصل نہیں کر
رہے تھے بلکہ جائیداد کی انتظامیہ میں درخواست دینے کے لئے خود کی طرف سے وصول
کر رہے تھے۔'

وسکاؤنٹ فنلے نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

“انہوں نے کہا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ موجودہ کیس کا فیصلہ لارڈ سوڈلے کے معاملے میں
اس ایوان کے فیصلے سے ہوا ہے۔ اس معاملے میں اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ
باقیات میں حصہ لینے والے کو اس وقت تک وصی کی کسی بھی جائیداد میں کوئی دلچسپی
نہیں ہے جب تک کہ باقیات کا پتہ نہ چل جائے۔ اس کا حق یہ ہے کہ جب انتظامیہ مکمل
ہو جائے تو جائیداد کو مناسب طریقے سے منظم کیا جائے اور اس کے فائدے کے لئے
درخواست دی جائے۔ جس آمدنی سے یہ انکم ٹیکس کاٹا گیا وہ خیراتی ادارے کی آمدنی
نہیں تھی۔ یہ ایگزیکٹیوٹرز کی آمدنی تھی۔ یقیناً وہ انتظامیہ میں اس کا اطلاق کرنے کے پابند
تھے، لیکن وہ خیراتی ادارے کے لیے اس کے کسی بھی حصے کے ٹرسٹی نہیں تھے۔ اس
آمدنی کے سلسلے میں خیرات کے حق میں کوئی ٹرسٹ قائم نہیں کیا گیا تھا، یہ کبھی بھی

خیراتی ادارے کو آمدنی کے طور پر ادا نہیں کیا گیا تھا۔ آخر کار انتظامیہ کے اختتام پر جو رقم ادا کی گئی وہ پوری جائیداد کا حصہ تھا، جس میں سرمائے اور جمع شدہ آمدنی شامل تھی، جو خیراتی ادارے کے پاس چلی گئی۔ خیراتی ادارے نہیں بلکہ عمل کرنے والے اس آمدنی کے وصول کنندہ تھے، اور باقیات کی تلاش کے معاملے میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ماخذ پر کٹوتی کا کوئی حق موجود نہ ہوتا تو یہ صرف ایگزیکٹوز اور ایگزیکٹوز ہی ہوتے جنہیں ٹیکس کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا تھا۔ "وسکاؤنٹ کیونے اس نکتے کو اس طرح پیش کیا ہے:

"جب کسی وصیت کنندہ کی ذاتی جائیداد کو مکمل طور پر اس کے عمل درآمد کنندگان کے ذریعہ منظم کیا جاتا ہے اور خالص باقیات کی تصدیق کی جاتی ہے، تو اس کی باقیات کی تصدیق کرنے کا حق دار ہے، جس میں کسی بھی آمدنی کا پتہ لگایا گیا ہے، اسے منتقل کیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی کی گئی ہے۔ لیکن اس وقت تک اس کے پاس جائیداد کا حصہ بننے والی کسی مخصوص سرمایہ کاری میں یا ایسی کسی بھی سرمایہ کاری سے ہونے والی آمدنی میں کوئی جائیداد نہیں ہے، اور کارپس اور آمدنی دونوں عمل درآمد کرنے والوں کی ملکیت ہیں، اور انتظامیہ کے مقاصد کے لئے ان کے ذریعہ مخلوط فنڈ کے طور پر لاگو ہوتے ہیں۔ لارڈ سوڈلے بمقابلہ اٹارنی جنرل [L.R 1897 AC 11] میں اس کی مکمل وضاحت کی گئی تھی۔"

اس کے بعد کے معاملات جیسے لندن ہاسپٹل کی ماریاسیلسٹ سامریٹن سوسائٹی بمقابلہ ان لینڈریونیو کے کمشنرز (1) اور کور بیٹی بمقابلہ ان لینڈریونیو کے کمشنرز (2) نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ مؤخر الذکر معاملے میں، ڈاکٹر برنارڈو کے معاملے میں فیصلے

میں "باقیات کے تمام معاملات پر لاگو ہونے والی ایک عام تجویز رکھی گئی تھی جس کا پتہ لگایا جا رہا ہے اور جب تک انتظامیہ مکمل نہیں ہو جاتی ہے اس کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ مسٹر شاستری نے ان ری کونفل اوون ماؤنٹین بمقابلہ ان لینڈ ریونیو کمشنرز (3) پر بھروسہ کیا، لیکن، ہماری رائے میں، اپیل کی عدالت نے کوئی مختلف نقطہ نظر اختیار نہیں کیا ہے۔ کورٹ آف اپیل فنانس ایکٹ، 1949 کی دفعہ 27(1) کی تشریح سے متعلق تھی، جس کے تحت کچھ واقعات میں وراثتی ڈیوٹی ادا نہیں کی جاتی تھی۔ اس نے ریسیوری لیگیٹس کے عنوان کی نوعیت کا جائزہ لیا اور کہا کہ "انتظامیہ کی تکمیل سے پہلے اور بعد میں ایک ریسیڈیوری لیگیٹ کا لقب یکساں رہتا ہے، اس کے باوجود کہ یہ مکمل ہونے تک وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی خاص اثاثہ یا کوئی خاص آمدنی اس کی ہے، اور نہ صرف وصیت کنندہ کی جنرل اسٹیٹ کا حصہ ہے۔" اس نے اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ حتمی انتظامیہ کے زیر التواء قانون کی نظر میں صرف ایک توقع ہے۔ لیکن یہ نتیجہ اگلے مرحلے کی طرف نہیں جاتا ہے کہ ایک عملدرآمد کنندہ یا منتظم ریسیڈیوری لیگیٹ کی طرف سے آمدنی حاصل کرتا ہے۔

مدرس ہائی کورٹ نے وی ایم راگھولوناٹیڈو بمقابلہ انکم ٹیکس اور اضافی منافع ٹیکس (4) کمشنر کے معاملے میں کہا کہ قانون کی دفعہ 41 میں ایسی کوئی درخواست نہیں ہے جہاں جائیداد کا انتظام نافذ کرنے والوں کے ذریعہ مکمل نہ کیا گیا ہو۔

اس معاملے میں ہائی کورٹ نے ریونیو کی طرف سے اس دلیل کو مسترد کر دیا تھا کہ ایڈمنسٹریٹرز جنرل ایکٹ کی دفعہ 41 کے دائرے میں اس بنیاد پر نہیں آتا کہ "ایڈمنسٹریٹرز جنرل جب عدالت کے ذریعہ مقرر کیا جاتا ہے تو وہ واضح طور پر اس سیکشن کا احاطہ کرتا ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اس کے پاس ایک ایگزیکٹو کے اختیارات ہیں، اس کے

ساتھ مختلف سلوک کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری رائے میں یہ حقیقت کہ سیکشن 41 میں ایڈمنسٹریٹر جنرل کا واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے، اس معاملے کو ختم نہیں کرتا ہے۔ اس دفعہ میں ایک اور شرط مقرر کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آمدنی کسی شخص یا فرد کی طرف سے اس کے ذریعہ وصول کی جانی چاہئے۔ دفعہ 41 کے اطلاق سے پہلے اس شرط کو پورا کرنا ضروری ہے۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل کی حیثیت کسی بھی طرح سے ایک ایگزیکٹو کے عہدے سے مختلف نہیں ہوتی جو جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

اس کے مطابق، ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ معاملے میں ایکٹ کی دفعہ 41 لاگو نہیں ہے کیونکہ اپیل کنندہ نے اپنی طرف سے آمدنی حاصل کی نہ کہ متوفی راجہ کے پانچ بیٹوں کی طرف سے۔ مندرجہ بالا کے پیش نظر، فیصلے کے آغاز میں بیان کردہ دو سوالات کے جوابات مثبت ہونا چاہئے۔ لہذا ان اپیلوں کو قیمت کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔ خرچہ یک پیشی سماعت۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔